"سرسید احمد خاں صاحب کے سی ایس آئی نے جو اپنے آخری وقت میں یعنی موت سے تھوڑے دن پہلے میری نسبت ایک شہادت شائع کی ہے۔ اس سے گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ اس دانا اور مردم شناس شخص نے میرے طریق اور رویہ کو بدل پسند کیا ہے"[1]

پھر انہوں نے سرسید کا مذکورہ بالا حوالہ بڑے فخر سے درج کیا ہے۔ گویا انگریز کی وفاداری کے متعلق سرسید کی شہادت ایک عظیم درجہ رکھتی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے مذکورہ اشتہار کے بارے میں لکھا:-

" یہ مضمون خیر خواہی گورنمنٹ انگریزی میں نے اس وقت شائع کیا تھا جن دنوں میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور دوسرے لوگوں نے سلطان روم کی تعریف میں مضمون لکھے تھے۔ اور یوجہ خیر خواہی اس گورنمنٹ کے مجھ کو کافر ٹھہرایا تھا۔ سید احمد خان صاحب خوب جانتے تھے کہ کس قدر میں انگریزی گورنمنٹ کا خیر خواہ اور امن پسند انسان ہوں۔ اسی لئے میں نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں سید صاحب کو اپنی صفائی کا گواہ لکھوایا تھا"[2]

مرزا قادیانی اور سرسید کی انگریزی حکومت کی حمایت میں تحریروں کا آپس میں مقابلہ کیا جائے تو ان میں حیران کن حد تک لفظی و معنوی مشابہت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ ذیل میں چند عنوانات کے تحت ان کی اس قسم کی تحریریں درج کی جاتی ہیں:-

مدح

گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی رحمت اور برکت ہے

مرزا قادیانی گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے[3]

سرسید ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ خدا کی طرف سے ایک رحمت ہے[4]

میں اس رول (RULE) یعنی حکومت) کو ہمیشہ سے یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میرے ہم وطنوں اور ہم مذہبوں کے امن اور بہبودی کے لئے ایک بڑی برکت ہے[5]

---

[1] کشف الغطاء مطبوعہ قادیان صد ۹ [2] ایضاً [3] شہادت القرآن مطبوعہ سیالکوٹ صد ک اا [4] رپورٹ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس اجلاس نہم مطبوعہ آگرہ ۱۸۹۵ء صد ۱۶۹ [5] مکتوبات سرسید مطبوعہ لاہور ۱۹۵۹ء صد ۶۳۲

کی تعداد دس کروڑ یا اس سے زیادہ ہو۔

یو۔این او اور ہم (U.N-KAJ NI-) کی رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۰۰ء میں ان گیارہ زبانوں کی درجہ بندی یوں ہوگی۔

۱۔چینی ۔۲۔اردو ہندی ۔۳۔ہسپانوی ۔۴۔انگریزی ۔۵۔ہندی ۔۶۔روسی ۔۷۔پرتگالی ۔۸۔انڈونیشیائی ۹۔عربی ۔۱۰۔بنگالی ۔۱۱۔جاپانی ۔

اردو ہندی سے مراد وہ زبان ہے جسے اہل یورپ اپنی لسانی اصطلاح میں ہندوستانی یا انڈین کہتے ہیں یعنی وہ زبان جو پاکستان میں فارسی حروف میں لکھی جاتی اور اردو کہلاتی ہے۔ اور بھارت میں ناگری رسم الخط میں لکھی جاتی اور ہندی کہلاتی ہے دراصل یہ ایک ہی زبان کے دو روپ ہیں۔

زبانوں کے بارے میں اوپر دئے گئے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی زبان میں ترقی ہو یا نہ ہو کم از کم اس کی حیثیت اور دنیا میں اس زبان کے بولنے والوں کی نسبتی تعداد کم نہیں ہوگی۔

اردو ہندی ترقی کرے گی اور ۱۹۷۸ء میں یہ زبان تیسرے درجہ سے ترقی کرکے دوسرے درجہ پہ پہنچ جائے گی۔ یہاں ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ ہندی جو ۱۹۷۸ء میں پانچویں درجہ پر تھی وہ سال ۲۰۰۰ء میں بھی اسی پانچویں درجہ پر رہے گی۔ گویا اس میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہوگی اور اردو ہندی (ہندوستانی) زبان میں جو ترقی ہوگی اور جس کے نتیجہ میں یہ زبان تیسرے درجہ سے دوسرے درجہ پہ پہنچ جائے گی۔ یہ اردو میں ترقی کی بدولت ہوگا۔

غالباً اہل تحقیق نے پاکستانی حکمرانوں کے اردو کے سلسلہ میں بیانات اور ۱۹۷۳ء کے آئین کی روشنی میں یہ قیاس کر لیا ہے کہ اردو ترقی کرے گی۔ لیکن ماضی کے تجربات کو اگر دہرایا گیا اور اردو کی حمایت صرف زبانی کلامی حد تک رہی تو پھر ممکن ہے تحقیق کرنے والوں کو اپنے خیالات پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہو۔

انگریزی جو ۱۹۷۸ء میں دوسرے درجہ پر تھی ۲۰۰۰ء میں گر کر چوتھے درجہ پہ پہنچ جائے گی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کا وقار کم ہوگا اور یہی بات روسی اقتدار کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہ زبان (روسی) جو ۱۹۷۸ء میں چوتھے درجہ پر دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان تھی۔ سال ۲۰۰۰ء میں چھٹے درجہ پہ پہنچ جائے گی۔ گویا امریکہ اور روس کے اقتدار میں یکساں اور برابر کمی آئے گی۔

ہسپانوی زبان چھٹے درجہ سے ترقی کرکے تیسرے درجہ پہ پہنچ جائے گی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لاطینی امریکہ میں جہاں زیادہ تر ہسپانوی بولی جاتی ہے۔ یو ایس اے کا اقتدار کمزور ہوگا اور لوگ انگریزی

کی جگہ ہسپانوی کو اہمیت دیں گے ۔

لاطینی امریکہ ۔ افریقہ اور مشرق بعید کے ممالک میں دعوتِ اسلام کی خاص ضرورت ہے ۔ ان علاقوں میں بسنے والی اقوام فرسودہ مذاہب اور بے جان عقائد سے مایوس ہیں اور اسلام کی دعوت کے لئے اسی طرح منتظر ہیں جس طرح عہدِ رسالت کے ابتدائی ایام میں اہلِ مدینہ اور خلافت راشدہ اور اموی دور میں اہل روم ۔ اہل ایران اور اہل ہند اسلام کی دعوت قبول کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار تھے ۔ صرف اربابِ اقتدار ان کی راہ میں حائل تھے ۔ اور جونہی ان مفاد پرستوں کے اقتدار کا طلسم ٹوٹا لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اسی طرح ان پسماندہ خطوں (لاطینی امریکہ ۔ افریقہ اور مشرق بعید) میں بسنے والے عوام حالات سے مجبور ہو کر اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ یہ بظاہر بے جوڑ بات اس لئے عرض کی ہے ۔ کہ دین کی دعوت کا کام کرنے والے افراد اور جماعتوں کو بجائے انگریزی سیکھنے کے ہسپانوی اور پرتگالی زبانوں کی طرف توجہ دلائی جائے ۔

اسلامی ملک انڈونیشیا کی زبان اور اسی طرح عالم اسلام کی مشترک عربی زبان یو۔این۔او کے ترجمان ماہنامہ کے مقالہ نگار کے اندازوں کے مطابق رو بہ زوال ہیں ۔ انڈونیشیائی زبان ۱۹۷۸ء ساتویں درجہ پر دنیا کی سب سے بڑی زبان تھی ۔ لیکن ۲۰۰۰ء میں ایک درجہ گر جائے گی اور اسی طرح عربی جو ۱۹۷۸ء میں آٹھویں درجہ پر تھی ۔ سال ۲۰۰۰ء میں ایک درجہ پیچھے ہٹ کر نویں درجہ پر پہنچ جائے گی ۔ عرب ممالک میں مغرب پرستی کے عام رجحانات کے پیش نظر یہ خطرہ درست نظر آتا ہے عربی کا زوال صرف عربوں کا نہیں پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے اپنے ملک عزیز میں عربی کی حیثیت پر نظر ڈالیں تو انسان مایوس ہو جاتا ہے ۔ انگریزوں کے وقت مسلم اکثریت کے صوبوں کے ہر ہائی سکول میں عربی استاد ہوا کرتے تھے اور عربی زبان کا انگریزی زبان کی طرح دو پرچوں میں امتحان ہوا کرتا تھا ۔ اور عربی استاد کو انگریزی استاد کے برابر تنخواہ دی جاتی تھی ۔ اب حال یہ ہے کہ عربی کا صرف ایک پرچہ ہوتا ہے جب کہ انگریزی کے حسب سابق دو پرچے ہوتے ہیں ۔ اور خال خال ہائی سکول ہیں جن میں عربی کے استاد نظر آتے ہیں ۔ ورنہ عام سکولوں میں عربی استاد کی اسامی ہی نہیں ہوتی ۔ اور جہاں اسامی ہے وہاں اس پوسٹ پر جونیئر انگلش ٹیچر کام کر رہے ہیں اور بجائے عربی کے انگریزی پڑھاتے ہیں ۔ مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ نصاب اس انداز میں ترتیب دیا گیا ہے کہ جو طالب علم عربی پڑھتا ہے وہ سائنس نہیں پڑھ سکتا ۔ اور جو سائنس نہیں پڑھتا اسے ملازمت کے بہت کم مواقع ملتے ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے طالب علم

باوجود چاہت اور خواہش کے عربی نہیں پڑھ سکتے۔ رہی بات اساتذہ کی سو عربی استاد کو آٹھ نمبر کا مشاہرہ دیا جاتا ہے جب کہ انگریزی پڑھانے والے استاد کو چودہ نمبر کی تنخواہ دی جاتی ہے۔ پھر عربی استاد کے لئے ترقی کے تمام راستے مسدود کردیے گئے ہیں جب کہ انگریزی کا استاد اٹھارہ بیس اور بائیس نمبر تک ترقی کرسکتا ہے۔ عربی استاد کی بنیادی قابلیت میٹرک۔ فاضل عربی اور او۔ ٹی کلاس کے امتحانات میں کامیابی ہے۔ ان امتحانات کے پاس کرنے میں کم و بیش سترہ سال کا عرصہ لگ جاتا ہے جب کہ انگریزی استاد کے لئے چودہ نمبر میں ملازمت کے حقوق حاصل کرنے میں بی اے۔ بی ایڈ ہونا کافی سمجھا جاتا ہے۔ اور اس معیار کی تعلیم کے لئے صرف پندرہ سال تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے۔ ظاہر ہے جو شخص ملازمت کے لئے تعلیم حاصل کرے گا وہ عربی ٹیچر کیوں بنے گا۔ جس پر سترہ سال تک محنت کرنی پڑتی ہے۔ وہ انگریزی ماسٹر کیوں نہ بنے گا۔ جس کے لئے پندرہ سال کی تعلیم کافی ہے۔

عربی ٹیچر کے وقار کو گھٹانے اور اس طبقہ کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے مغرب پرست افسر شاہی نے عربی کے اعلیٰ امتحانات کو یونیورسٹی کی سطح سے گھٹا کر سیکنڈری بورڈ کی سطح پر رکھ دیا ہے۔ گویا ایک فاضل عربی عام بی اے پاس کی حیثیت سے بھی محروم ہوگیا ہے۔

ان سطور میں سکولوں میں عربی کی حیثیت پر اظہار خیال بے محل اور بے جوڑ نظر آتا ہے۔ لیکن راقم کا مقصد قارئین کو ان تلخ حقائق کی طرف توجہ دلانا ہے جو عربی زبان کی ترقیٔ معکوس کا باعث بن رہے ہیں۔

بنگالی اور جاپانی زبانوں میں کسی قسم کی ترقی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ یہ زبانیں ۱۹۷۸ء میں جس درجہ اور مقام پر تھیں ۲۰۰۰ء میں بھی اسی درجہ اور مقام پر ہوں گی۔ گویا بنگلہ دیش کے قیام سے بنگالی مسلمانوں نے پاکستانی مسلمان بھائیوں سے سیاسی رشتہ توڑ تو لیا ہے لیکن اس سے وہ بنگلہ بولی کی کوئی خدمت نہیں کرسکے۔

یہ حقائق اور اعداد و شمار ان لوگوں کو خاص طور پر دعوتِ فکر دیتے ہیں جو اٹھتے بیٹھتے انگریزی کا ورد فرماتے ہیں۔ اور ہم نے بہت سے پڑھے لکھے حضرات کو یہ کہتے سنا ہے کہ فرانسیسی زبان دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ فرانسیسی دنیا کی گیارہ بڑی زبانوں میں بھی کوئی مقام حاصل نہیں کرسکی ÷